رجسٹرڈ انگلیشہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ .... ے

ششماہی .... ؎

سہ ماہی .... عما

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۳) | ۲۸ مہر ۱۳۵۲ ف | ۳ رمضان ۱۳۶۲ھ | ۴ ستمبر ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۲۱)

جاتراؤں کے لئے سرکاری امداد

دیہاتیوں کی بہتری کے لئے موقع کا استعمال

مقامی صنعتوں اور مویشیوں کی نمائشوں کا انعقاد

ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح حیدرآباد میں بھی جاترا یا میلا معاشری، مذہبی اور معاشی اجتماع بن گیا ہے اور ان اجتماعات میں دیہاتیوں کے لئے نہ صرف تفریح اور دلچسپی کا کافی سامان ہوتا ہے بلکہ انہیں مقامی گھریلو صنعتوں کی نمائش اور فروخت کا بھی موقع ملتا ہے چنانچہ حکومت سرکار عالی نے جاتریوں کی سہولت و آرام اور دیہی مصنوعات کی خرید و فروخت کے لئے مناسب قواعد و ضوابط نافذ کئے ہیں اور ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والے جاتراؤں کو کامیاب بنانے اور تمام ضروری سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے محکمہ جات مال و کوتوالی، تعمیرات، حفظان صحت، ریلوے اور شارع عام نقل و حمل، امور مذہبی، زراعت، اور صنعت و حرفت پورا تعاون کرتے ہیں۔

بعد چلم میرپلی، مالے گاؤں، میلا پور، تجلاپور، ذیل واڑہ اور دوسرے اہم مقامات میں جو بڑے بڑے جاترے ہوتے ہیں ان کے مصارف کے لئے حکومت سرکار عالی ہر سال رقمی امداد دیتی ہے۔ سررشتہ زراعت، سررشتہ علاقہ جات، انجمن ترقی امداد باہمی ان اجتماعوں سے فائدہ اٹھا کر نمائش منعقد کرتے اور کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے تعلیمی پروپگنڈہ کرتے ہیں۔

حفظان صحت کے انتظامات۔ حکومت سرکار عالی کی حکمت عملی تفریق کی مذہبی تفریق روا نہیں رکھتی اور ہر ایک فرقے کی سماجی، سیاسی اور روحانی ترقی میں ہر ممکن امداد دیتی ہے چنانچہ صدر محکمہ امور عامہ کی قرارداد نمبر ۲۳ مورخہ ۱۳ فروردی ۱۳۴۳ ف کے مطابق ہر تعلقدار کا یہ فرض ہے کہ جاترا یا عرس منعقد ہونے کی تاریخوں سے دو ماہ قبل ناظم حفظان صحت اور متعلقہ علاقے کے ڈسٹرکٹ ناظم کو اس کی اطلاع دیں تاکہ حفظان صحت کے لئے مناسب انتظامات کئے جاسکیں۔ اصول حفظان صحت کے مطابق کھلی ہوئی جگہ کا انتخاب، پانی کی فراہمی، پاخانوں اور صفائی کا انتظام اور طبی امداد کی فراہمی جیسے امور پر خاص طور سے توجہ کی جاتی ہے اور حکومت نے عہدہ داران حفظان صحت کو حسب ذیل امور کے بارے میں ضروری تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۔ زائرین کی سہولت کے مد نظر عارضی کیمپ قائم کرنے کے واسطے مناسب جگہ کا انتخاب اور کیمپ کی رہائش گاہوں کے درمیان (۳۰) فیٹ چوڑے راستوں کی تعمیر۔

۲۔ بازاروں کے لئے جگہ کا انتخاب۔

۳۔ پینے کے لئے خالص پانی کی فراہمی۔

۴۔ مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ پاخانے بنانے اور روزانہ ان کی صفائی کرانے کا انتظام۔

۵۔ راستوں کی صفائی۔

۶۔ پینے، نہانے اور جانوروں کو نہلانے کے لئے علیحدہ علیحدہ پانی کا انتظام۔

۷۔ عارضی شفاخانوں کا قیام اور کالرہ سے محفوظ رکھنے والی دواؤں کی تقسیم۔

نقل و حمل کی سہولتیں

محکمہ ریلوے اور محکمہ شارع عام نقل و حمل کی جانب سے زائرین کے لئے خصوصی ریلیں و بسیں چلانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور ریل کے سستے واپسی کے ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ زائرین کے لئے مشہور مندروں تک رسائی کی سہولت بہم پہنچانے کے خیال سے سڑکیں بھی بنائی جاتی ہیں چنانچہ (۵۰،۰۰۰) روپئے کے صرف سے تلجاپور میں جوائی روڈ بنائی گئی اور مستقل گیری کے مشہور جینی مندر تک بھی سڑک تعمیر کی گئی۔ بعد چلم کے مشہور مندر کو جانے والے زائرین ڈورنکل جنکشن کے راستے سے سفر کرتے ہیں اور ان کی سہولت کے لئے کوئی پلیٹ فارم کے جنکشن پر ضروری انتظامات کئے جاتے ہیں بعض اہم زیارت گاہوں کو ریل کے ذریعہ مربوط کرنے کی تجاویز بھی زیر غور ہیں۔ لیکن جنگ کے پیدا کردہ حالات کی بنا پر فی الحال انہیں رو بعمل لانا دشوار ہے۔

مالی امداد

خاندان آصفی نے مذہب کی بنا پر کسی فرقہ کو سرپرستی سے کبھی محروم نہیں رکھا اور مندروں اور درگاہوں کے لئے جو بڑی بڑی جاگیریں اور معاشیں عطا کی گئی ہیں وہ ان سلاطین کی بے تعصبی اور رواداری کا بین ثبوت ہیں۔ سرکار رام کے مندر واقع بعد چلم کے لئے سلاطین آصفیہ نے بڑی بڑی جاگیریں عطا فرمائی ہیں جن سے (۵۰،۰۰۰) روپئے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ تلجاپور میں تلجا بھوانی کے مشہور مندر تک حکومت سرکار عالی نے ایک بہترین سڑک بنوائی، سرائے تعمیر کی اور آبرسانی، پانی کی نکاسی اور برقی روشنی کا انتظام کیا۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۵) پر)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۳ | ۲۸ مہر ۱۳۵۲ف | نمبر ۲۱

معاشی تنظیم کی بنیادیں

نواب محمد یار جنگ بہادر کے لیے لمحۂ فکر

مابعد جنگ تنظیم سے متعلق جتنے مضامین اور مقالے اس وقت ہندوستان میں شائع ہو رہے ہیں ان میں زیادہ تر اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ ہندوستان کو صنعتی اعتبار سے ابھارا جائے اور اس کے معدنی وسائل سے کامل استفادہ کیا جائے۔

ہم بھی صنعتی ترقی کے حامی ہیں لیکن اگر مابعد جنگ تنظیم میں پوری توجہ صنعتی اور معدنی ترقیوں پر مرکوز کر دی جائے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ حیدرآباد پھر بھی خسارہ میں رہے گا۔ اس اجمال کی تفصیل ہم سطور ذیل میں بیان کریں گے۔ امرداد کے رسالہ "معلومات حیدرآباد" میں مابعد جنگ تعمیر سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی کا بھی ایک خاکہ حکومت سرکار عالی کے پیش نظر ہے۔ اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"جنگ کے بعد کی تعمیر جدید اور ترقی کے مسائل حکومت سرکار عالی کی توجہ کا مرکز بنتے جا رہے ہیں۔ حیدرآباد ابھی صنعتی میدان میں پیچھے ہے مگر وسیع صنعتی ذرائع رکھتا ہے۔ اور یہاں خام مال بھی افراط سے میسر آسکتا ہے۔ اگر حیدرآباد جنگ کے بعد معاشی ترقی اور تعمیر جدید کے کام کا آغاز کرے تو ابھی سے اس کی تیاری کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔

زرعی پیداوار کی نوعیت اور مقدار میں ترقی اور کاشتکار طبقہ کی فلاح کے سلسلہ میں جو کام کیا جائے گا اسے مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ آب پاشی کی ترقی اور پانی سے قوت برقی کے حصول میں اضافہ
۲۔ رسل و رسائل میں ترقی
۳۔ زراعت پر سائنٹفک تحقیقات
۴۔ تجرباتی مزرعوں میں ترقی
۵۔ مختلف علاقوں کے خام مال کی بنیاد پر دیہی صنعتوں کی ترقی۔
۶۔ زرعی مدرسوں اور کالجوں کا قیام
۷۔ جنگلات کی پیداوار اور وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ
۸۔ مویشیوں کی اصلاح اور طبی علاج کی آسانیاں۔
۹۔ نو آبادیوں کا قیام"

زرعی ترقی کے اس خاکے سے جو اقتباس بالا میں درج ہے، ظاہر نہیں ہوتا کہ غذائی اجناس کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی بھی تجویز شامل ہے یا نہیں۔ کسی ملک کے لیے سب سے پہلی اور ضروری چیز غذائی اجناس کی پیداوار ہے لیکن کاشتکار غذائی اجناس کی کاشت کی جانب اس لیے مائل نہیں ہوتا کہ ایسی کاشت سے اس کو اتنا معاوضہ نہیں ملتا جو اس کی اور اس کے خاندان کی اقل ترین ضروریات کے لیے کافی ہو سکے۔ یہ دقت اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ سال میں کم از کم چھ مہینے اس کو مجبوراً بیکار رہنا پڑتا ہے۔ اگر حکومت اور سماج کی یہ خواہش ہو کہ ملک کی غذائی ضروریات اندرون ملک ہی مہیا ہو جائیں تو کاشتکار کو غذائی اجناس کی کاشت پر مائل کرنے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ ہر گاؤں میں دیسی گھریلو صنعتوں کو فروغ دیا جائے جن سے کاشتکار کو اپنی قلیل آمدنی میں اضافہ کرنے کا موقع مل سکے۔

ڈاکٹر رادھا کمال مکرجی صدر شعبہ معاشیات جامعہ لکھنؤ نے اپنی تصنیف "ہندوستان کے چالیس کروڑ انسانوں کی غذائی ضروریات" میں لکھا ہے کہ ہندوستان کی جملہ غذائی پیداوار اگر اندرون ملک ہی صرف کی جائے تو یہ صرف (۲۵) کروڑ انسانوں کے لیے کافی ہو سکتی ہے بقیہ (۱۵) کروڑ کو بھوکا رہنا ہوگا۔ لیکن اب افلاس کی وجہ سے ہر شخص پیٹ بھر نہیں کھا سکتا اس لیے (۲۵) کروڑ کی غذا چالیس کروڑ کے لیے کافی ہو جاتی ہے جو صحت عامہ کے نقطۂ نظر سے درست نہیں۔

سر جان میگاؤ جو ہندوستان کے سرجن جنرل رہ چکے ہیں اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ہندوستان میں (۶۰) فیصد انسانوں کو افلاس کی وجہ سے پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا۔ حیدرآباد کی غذائی صورت حال بھی تقریباً ایسی ہی ہے۔

پس تنظیم مابعد جنگ کے مسائل میں اولیت غذائی مسئلہ کو حاصل ہونی چاہیے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کاشتکار کو کس طرح اس امر پر آمادہ کیا جائے کہ وہ غیر غذائی اجناس پر غذائی اجناس کی کاشت کو ترجیح دے۔ اس ضمن میں گھریلو صنعتوں کو فروغ اور کاشتکار کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے دوسرے طریقوں کو بروئے کار لانا پڑے گا۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کی آبادی ایک کروڑ (۶۰) لاکھ ہے۔ اگر فی کس روزانہ آدھ سیر غذائی اجناس درکار ہوں تو روزانہ (۸۰) لاکھ سیر اجناس خوردنی کی ضرورت ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ حیدرآباد کو اپنی غذائی پیداوار کی مقدار میں مزید اضافہ کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اگر کاشتکار کو وہ پوری رقم مل جائے جو ساہوکار بشکل قیمت ادا کرتے ہیں تو پھر اس کو اپنی محنت کا صلہ نہ ملنے کی شکایت باقی نہ رہے گی۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حیدرآباد کی زرعی پیداوار کی مجموعی مالیت ایک سو کروڑ ہے جس میں سے کاشتکار کو صرف (۴۰) کروڑ ملتے ہیں اور بقیہ (۶۰) کروڑ کی رقم درمیانی افراد کی تجوریوں میں محفوظ ہو جاتی ہے۔

غذائی پیداوار کی کاشت میں ترکاری اور میووں کی کاشت پر ہماری حکومت اور رائے عامہ نے وہ توجہ مبذول کی جس کی ضرورت تھی۔ مستقبل کی معاشی تنظیم میں ایک طرف ترکاری اور میووں کی کاشت پر خاص توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور دوسری طرف ان صنعتوں پر جن کا انحصار گائے اور بھینس کے دودھ پر ہے۔

غذا کے بعد اہم مسئلہ لباس کا ہے۔ گھریلو صنعتوں میں سب سے پہلی جگہ دستی پارچہ بافی کو دی جانی چاہیے۔ ملیں غریبوں کا تمام لباس مہیا کر سکتی ہیں لیکن روزگار فراہم نہیں کر سکتیں۔ اس لیے ضرورت ہے کہ چرخے کو زیادہ سے زیادہ رواج دیا جائے اور دستی پارچہ بافی کی صنعت کو امکانی طریقوں سے فروغ دیا جائے۔ ایک ماہر معاشیات نے اندازہ لگایا ہے کہ ہندوستان کی کل آبادی کے لیے لباس کی فراہمی کا ٹھیکہ اگر غریبوں کو دے دیا جائے تو (۱۵) لاکھ مزدور اس کام کو بہ آسانی انجام دے سکیں گے۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ (۱۵) لاکھ مزدوروں کے لیے روزگار فراہم ہو جائے گا اور ایک کروڑ جلاہوں اور پارچہ بافوں کو روزگار سے محروم ہونا پڑے گا۔

اس ایک مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مختلف صنعتوں کا قیام نہ تو معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے کافی ہے اور نہ ہمارے ملک کے عام افلاس کا کوئی

علاج ہے۔ ہمارا وہ ہے کہ گاندھی جی نے اپنے تعمیری پروگرام میں چرخے کو بہت اہمیت دی ہے۔ کل ہند انجمن پارچہ بافان کی ایک تازہ رپورٹ سے واضح ہوتا ہے کہ اس انجمن کے (۲۰) لاکھ ارکان نے ایک سال کی مدت میں (۵۵) لاکھ مالیت کی کپڑے تیار کی اور تقریباً (۳۰) لاکھ صناع کمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دستی پارچہ بافی کی صنعت میں روزگار فراہم کرنے کی کافی صلاحیت موجود ہے۔ پس ما بعد جنگ تنظیم کے مسائل کی فہرست میں ہم دستی پارچہ بافی کی صنعت کو دوسرے درجہ پر رکھتے ہیں۔ اب یہ ماہرین کا کام ہے کہ اس صنعت کو فروغ دینے کے لئے تحقیقات کرکے مختلف تدابیر سے اہل ملک کو روشناس کرائیں۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ "جمعیت اقوام" کی ایک رپورٹ کے مطابق ہر شخص کو سال بھر میں بیس گز کپڑا درکار ہوتا ہے۔ حیدرآباد جیسے غریب ملک میں اگر ہم فی کس بیس گز اوسط رکھیں تو ہمارے ملک کی ایک کروڑ (۷۰) لاکھ آبادی کے لئے (۳۰) کروڑ گز سے زائد کپڑا درکار ہوگا۔ ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ دستی پارچہ بافی کی صنعت کے لئے بھی ایک بڑا میدان کھلا ہوا ہے۔

گھریلو صنعتوں میں دستی پارچہ بافی کے بعد جن صنعتوں کو اہمیت دی جاسکتی ہے وہ مویشیوں کی پرورش، دباغت اور چمڑے کی دوسری صنعتیں ہیں۔ ہر سال کئی لاکھ جانور مرتے ہیں جن کے چمڑے اور ہڈی کام میں لائے جاسکتے ہیں۔ پس یہ صنعت بطور خاص مستحق توجہ ہے۔

ان بنیادی ضروریات کی تکمیل اور ملک کی کثیر آبادی کے لئے روزگار کے ذرائع مہیا کرنے کے بعد اگر حکومت دوسری صنعتوں کی جانب جن کے امکانات حیدرآباد میں موجود ہیں توجہ فرمائے اور برقی قوت کی تولید کے مسئلہ کو وہ اہمیت دے جس کا وہ مستحق ہے تو ہم کہہ سکیں گے کہ حیدرآباد کی جدید معاشی تنظیم مستحکم بنیادوں پر کی جارہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق آئندہ بھی وقتاً فوقتاً ہم اپنے ناچیز خیالات پیش کرتے رہیں گے۔

عہدہ داروں میں بدلی

ہم ایک عرصے سے یہ محسوس کررہے ہیں کہ عہدہ داروں میں ملکیوں اور غیر ملکیوں کی تقسیم اور یہ کوشش کہ دونوں طبقوں کے افراد کو ہر حال میں ترجیح حاصل رہے ایک ایسی فضا پیدا کررہی ہے جو اچھے نظم و نسق کے لئے مفید نہیں ہوسکتی۔ ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہمیں نہ تو ملکی حضرات پر نکتہ چینی کرنا مقصود ہے اور نہ غیر ملکی حضرات کی طرف داری۔ ہم ایک عرصے سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ طبقہ واری رقابت دن بدن ایک نئی شکل پیدا کرتی جارہی ہے۔ اس سال اپریل میں ریلوے کی

اپریشن کے عشائیہ میں تقریر کرتے ہوئے نواب صدر اعظم بہادر نے ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

"دوسرے ممالک کی طرح حیدرآباد میں بھی سرکاری ملازمت کے دائرے میں ملکی بھی شامل ہیں اور دوسرے ملازمین بھی۔ اور میرے پیشرو کی نصیحت بالکل سچ ہے کہ آپ دوسرے ملازمین کو کبھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ ہمیشہ اس کا خیال رکھیں گے اور کسی قسم کی ناواجبی ترجیح بالواسطہ یا بلاواسطہ روا نہ رکھیں گے اور ایک ہی سروس سے تعلق رکھنے والے مساوی ہیں اور ان سے مساویانہ برتاؤ ہونا چاہئیے۔ ....جب ایک شخص حلقۂ ملازمت میں داخل ہوجائے تو پھر اس کی اہمیت کا اندازہ اس کے کام سے کرنا چاہئیے نہ کہ کسی اور چیز سے۔"

مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس یقین آفرینی کے باوجود اربابِ مقتدر ملکی عہدہ داروں کی جانب بہت زیادہ مائل ہیں اور بعض اوقات نوبت یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ غیر ملکی قابل اور سینئر عہدہ داروں پر ناتجربہ کار اور جونیئر ملکیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ذاتیات میں الجھنا ہمارے مسلک سے خارج ہے مگر بعض دفعہ کسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے شخصی اشارے ناگزیر ہوجاتے ہیں۔ سنا جارہا ہے کہ موجودہ ناظم صاحب سررشتہ امداد باہمی کو محکمہ رسد کی کسی خدمت پر منتقل کیا جارہا ہے اور ان کی جگہ سررشتہ مال کے کسی جونیئر ملکی کو دی جارہی ہے۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ سررشتہ امداد باہمی کے موجودہ مددگاروں کو خواہ وہ کتنے ہی قابل اور کارگزار کیوں نہ ہوں ترقی سے محروم رہنا پڑے گا۔ بعض ملکی حضرات کے ذہن میں یہ تصور جاگزیں ہوگیا ہے کہ جس طرح زندہ طلسمات ہر مرض کی دوا ہے اسی طرح ملکی عہدہ دار ہر سررشتہ کی صدارت کے لئے موزوں ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جس کو چیلنج کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ ہم ایسے بہت سے غیر ملکی عہدہ داروں سے واقف ہیں جو ملکی حضرات سے کہیں زیادہ قابل ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ ہر ملکی عہدہ دار قابل اور کارگزار نہیں ہوتا۔ قابل افراد ملکی طبقہ میں بھی موجود ہیں اور غیر ملکی طبقہ میں بھی۔ قابلیت اور کارکردگی کسی ایک گروہ کا اجارہ نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر دو طبقوں میں توازن اور ہم آہنگی قائم رکھنے کے لئے کارکردگی کو معیار ترقی قرار دیا جائے جیسا کہ نواب صدر اعظم بہادر نے خود بالا مذکورہ تقریر میں ارشاد فرمایا ہے۔ کسی سررشتہ

کے افسروں میں بددلی کا پیدا ہونا اس سررشتہ کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

اجناس خوردنی کی برآمد

بخدمت جناب مدیر صاحب "حکمت"

جناب من

کچھ عرصے سے برطانوی ہند اور حیدرآباد کے اخباروں میں یہ خبریں شائع ہورہی ہیں کہ اجناس خوردنی کی برآمد اب تک جاری ہے اور دوفاعی سرویسوں کی ضروریات ہندوستان میں غلہ کی پیداوار پر شدید بار ڈال رہی ہیں۔

حکومت ہند نے اس ضمن میں جو حالیہ بیان جاری کیا ہے وہ بہت حد تک اطمینان بخش ہے لیکن اس کی کافی اشاعت نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ میں اس خط میں مذکورہ بیان کے بعض اہم حصے درج کررہا ہوں تاکہ وہ غلط فہمیاں اور اندیشے دور ہوجائیں جو حالات سے صحیح واقفیت نہ ہونے کی بنا پر عوام میں پیدا ہوگئے ہیں۔

حکومت ہند کے جاری کردہ پریس نوٹ میں یہ واضح کردیا گیا ہے کہ سنہ ۴۳-۱۹۴۲ء میں برآمدات کی مجموعی مقدار ......۲۰ ٹن تھی اس کے برعکس جنگ سے قبل یہ مقدار ......۹ ٹن ہوا کرتی تھی۔ سال رواں میں ماہ جولائی کے اختتام تک گیہوں اور چاول کی برآمدات کی مقدار صرف ۹۲۱۳ ٹن تھی۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سال رواں میں برآمد کی شرح اور مقدار سابقہ سال سے بہت کم رہی ہے۔ برآمدات کی مقدار میں کمی کے علاوہ صورت حال کو بہتر بنانے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اسی مدت یعنی ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۳ء کے اختتام تک بنگال میں ......۲ ٹن اشیاء درآمد کی گئیں اور اس طرح برآمدات کی مقدار درحقیقت اور بھی کم ہوجاتی ہے۔

یہ واقعات بہت ہی حوصلہ افزا ہیں۔ مذکورۂ بالا اعداد و شمار کے ساتھ ہی زیادہ غلہ اگانے کی مہم کو تقویت دینے اور غلے کے پوشیدہ ذخائر نکالنے کی وجہ سے حالات یقیناً بہتر ہوجائیں گے اور نہ صرف کافی مقدار دستیاب ہوسکے گی بلکہ قیمتیں بھی کم ہوجائیں گی۔

اب رہا یہ الزام کہ دفاعی سرویسوں کی ضروریات ہندوستان کی پیداوار غلہ پر شدید بار ڈال رہی ہیں تو معلوم ہونا چاہئیے کہ دفاعی سرویسوں کو گیہوں کی جس مقدار کی ضرورت ہوتی ہے وہ پنجاب میں گیہوں کی سالانہ پیداوار کا ۱/۲ حصہ اور بنگال میں چاول کی سالانہ پیداوار کا ۱/۲ حصہ ہے اس لئے یہ الزام درست نہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ پبلک کے مفاد کے مدنظر ان امور کی اشاعت فرمائیں گے۔

مخلص
"مسائل انڈیا کا ایک مطالعہ کنندہ"

مملکت آصفیہ اور عام تعطیلات

ایک سرکاری ملازم ۵ ماہ ۲۷ یوم چھٹی مناتا ہے

سنہ ۱۲۰۷ھ سے پہلے جمعہ کے دن کے علاوہ ۲۱ یوم کی تعطیل کا حکم تھا۔ ان ۲۱ یوم کی تعطیلات کے من جملہ صرف محرم عید قرباں روزہ ۹ اور ۱۰ تاریخ کو اور ۲۱ رجب بقال ناخوم وغیرہ سب عام تعطیل ہوا کرتی تھی گویا جمعہ کے علاوہ صرف ۳ یوم کی تعطیل سال بھر میں ہوا کرتی تھی۔ باقی تعطیلات یا تو مسلمانوں سے مختص تھے یا ہندوؤں سے۔ مسلمانوں کے لئے تعطیل کے دن حسب ذیل تھے۔

۳ ر شعبان ایک یوم اور ۱ و ۲ و ۳ شوال تین یوم ۱۲ ربیع الاول ایک یوم، ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ذی الحجہ تین یوم ہندوؤں کے لئے تعطیل کے دن یہ تھے۔

شیوراتری ایک یوم، ہولی دو یوم، اوگادی ایک یوم، راکھی پونم ایک یوم، جنم اشٹمی ایک یوم، دسہرہ دو یوم، دیوالی ایک یوم۔

بعد ازاں آہستہ آہستہ تعطیلات میں اضافہ ہوتا گیا۔ ان کی تفصیلات طویل ہیں۔ البتہ جمعہ کا معاوضہ ملنے کا جو طریقہ جاری ہوا اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ رجب ۱۲۷۸ھ میں گیارہویں کا عرس جمعہ کے دن واقع ہوگیا۔ اس کا معاوضہ دوسرے دن دیا گیا۔ بعد ازاں خاص خاص تعطیلات میں مدار المہام کے حکم سے معاوضہ ملتا تھا۔ مقامی تعطیلات کے ذریعہ تعطیل اور بھی تیزی سے بڑھنے لگی اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ ۱۲۹۸ف میں ریلوے جاری ہوئی۔ نواب کرم الدولہ صدر المہام مالگزاری کی تحریک سے ۵ یوم کی تعطیل اضلاع صدر محکمہ جات بلدہ کی حد تک منظور ہوئی۔

تعطیلات کا یہی نظام جاری رہا یعنی چند عام تعطیلات مختص بہ اہل اسلام اور چند تعطیلات مختص بہ ہنود، ایک مقامی تعطیل۔

۱۲۹۹ف میں مولوی مشتاق حسین وقار الملک نے نواب سر آسمان جاہ صدر المہام عدالت کی معرفت جناب مدار المہام کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ

صیغۂ عدالت کی تعطیلات کا جو طریقہ اس وقت جاری ہے وہ اصلاح طلب ہے کیونکہ اس کی تعطیل ۲ ماہ کے قریب ہے اس وجہ سے اکثر مواقع پر اس کی تعمیل نہیں ہوتی اور بعض خاص مواقع پر دقتیں پیش آتی ہیں۔ اس لئے اصلاحات ذیل ضروری ہیں۔

۱۔ تعطیلات کے ساتھ قید اہل اسلام اور ہنود جو لگی ہوئی ہے اٹھا دی جانی چاہئے اور عام تعطیلات سب فرقوں کے لئے عام کر دی جائیں کیونکہ اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ ناظم مسلمان ہے تو بعض عملہ ہنود ہے۔ اگر مدعی ہنود ہے تو مدعی علیہ مسلمان ہے بعض وکلاء اگر مسلمان ہیں تو بعض ہنود بھی ہیں۔ گو ہنود کی تعداد ہر فریق سے ہوا کرتی ہے۔ نواب وقار الملک مرحوم نے اپنی یادداشت کے ذریعہ بعض تعطیلات کے اضافہ کی تحریک کی۔ مسلمانوں کی بھی اور ہندوؤں کی بھی۔ مسلمانوں کے حسب ذیل تعطیلات کی سفارش کی۔

تعطیلات عید الفطر تین یوم کے بجائے پانچ یوم۔ شب برات دو یوم کے بجائے تین یوم، شب قدر کے لئے ایک یوم۔ ہندوؤں کے حسب ذیل تعطیلات کی سفارش کی۔

گنیش چوتھ ایک یوم، اننت چتور دشی ایک یوم۔ بسنت ایک یوم۔

نیز یہ تحریک بھی کی کہ تعطیل عیدین کے درمیان جمعہ واقع ہو جائے تو اس کا معاوضہ ملنا چاہئے۔ نیز یہ بھی کہ سورج گہن اور چاند گہن کی تعطیل بھی ہونی چاہئے۔

دوسرے صدر المہاموں کی رائے سے نواب مختار الملک نے جمعہ کے معاوضہ کے سوا مولوی مشتاق حسین کی باقی سب تجاویز منظور کرلیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تعطیلات کی کثرت کا احساس ہوا۔ چنانچہ سنہ ۱۳۱۰ف میں نواب عماد السلطنت مدار المہام کے حکم سے شب برات، عید الفطر اور عید الضحیٰ سے ایک ایک روز گھٹا دیا گیا لیکن مزید تعطیلات کا سلسلہ کچھ نہ کچھ جاری رہا۔ تعطیلات مختص بہ مقام میں اورنگ آباد کے صوبہ کے لئے حضرت زر زری بخش کے عرس کے لئے تین روز کی تعطیل منظور ہوئی۔ سالگرہ قیصرہ ہند کی تعطیل بھی مقرر ہوئی اور تعطیلات مختص بہ عیسائیاں کا قاعدہ بھی جاری ہوا۔

بہر حال ۱۳۱۲ف تک جو تعطیلات جاری تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

عشرہ محرم ۱۰ یوم (۵ سے ۱۴ تک)، آخری چہار شنبہ ۱ یوم، روز ولادت پیغمبر اسلام ۱ یوم ۱۲ ربیع الاول، سالگرہ اعلیحضرت ۱ یوم ۱۰ ربیع الثانی، روز وفات شیخ عبد القادر ۱ یوم ۱۱ ربیع الثانی، شب برات ۲ یوم ۱۳ و ۱۴ شعبان، لیلۃ القدر ۱ یوم ۲۷ رمضان، عید الفطر ۳ یوم یکم تا ۳ شوال، عید الضحیٰ ۴ یوم ۹ ذی الحجہ سے ۱۲ تک، اوگادی ۱ یوم، راکھی پونم ۱ یوم، جنم اشٹمی ۱ یوم، گنیش چوتھ ۱ یوم، اننت چتور دشی ۱ یوم، دسہرہ ۲ یوم، دیوالی ۱ یوم، بسنت ۱ یوم، شیوراتری ۱ یوم، ہولی ۲ یوم، سالگرہ قیصرہ ہند ۱ یوم۔ میزان (۴۹ یوم)

اس زمانہ میں یہ قاعدہ قائم ہوگیا کہ جمعہ کسی عام تعطیل کے درمیان واقع ہو جائے تو اس کا معاوضہ ختم تعطیل کے دوسرے روز ملے گا۔ ان کے علاوہ سورج گہن اور چاند گہن کی تعطیل بھی مقرر تھی۔

عرس کے لئے تعطیلات مختص بہ مقام صرف حسب ذیل مقرر تھے

عرس حضرت زر زری بخش ۳ یوم صوبہ مغربی۔
〃 جلال بہار ۲ یوم بلدہ و جوگیر
〃 خواجہ معین الدین ۱ یوم بلدہ
〃 کوہ مولی ۱ یوم بلدہ و جوگیر وغیرہ
〃 خواجہ بندہ نواز ۳ یوم گلبرگہ وغیرہ

تعطیلات مختص بہ اقوام کی تفصیل حسب ذیل تھی۔

عیسائیوں کے لئے

کرسمس ۳ یوم، آل سینٹس ڈے ایک یوم، گڈ فرائیڈے ایک یوم

پارسیوں کے لئے نوروز ایک یوم

مولوی مسیح الدین صاحب نے ایک پنجاہ سالہ جنتری میں اس سے یہ مواد اخذ کیا ہے لکھا ہے کہ

"اس وقت دفتر پولیٹیکل میں تقلیل تعطیلات کا مسئلہ زیر غور ہے۔ بعض عہدہ دار اس سے موافق ہیں اور بعض مخالف۔"

معلوم ہوتا ہے کہ اس غور و خوض کا کچھ نتیجہ برآمد نہیں ہوا کیونکہ ہمیں ... سنہ ۱۳۱۲ف میں جو تعطیلات مقرر تھے ان میں اور ۱۳۴۹ف کی تعطیلات میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ اضافہ ہی ہوا ہے کمی بہت کم۔ جو فرق ہے وہ یہ ہے۔

آخری چہار شنبہ کی تعطیل حذف ہوگئی۔ دیوالی میں ایک یوم کا اضافہ ہوا۔ عید الضحیٰ میں ایک یوم کا اضافہ ہوا۔ شب قدر میں تین دن کا اضافہ ہوا۔

اس طرح سابقہ تعطیلات میں ایک دن کم کرکے ۵ یوم کا اضافہ ہوا اس طرح سنہ ۱۳۴۹ف میں جمعہ کے علاوہ تعطیلات کی تعداد ۵۳ یوم قرار پائی۔ تعطیلات مختص بہ مقام میں بھی اضافہ ہوا۔ البتہ تعطیلات مختص بہ اقوام میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

سنہ ۱۳۴۰ف سے تعطیلات میں مسلسل اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ اس وقت جمعہ کے علاوہ جو عام تعطیلات ۱۳۵۳ف کے لئے مقرر ہیں ان کی تعداد ۶۰ یوم ہے ان میں ۱۲ یوم جمعہ کے دن واقع ہوتے ہیں۔

اس دوران میں تعطیلات مقامی میں بھی بکثرت اضافہ عمل میں آیا ہے۔ سنہ ۱۳۳۲ف میں صرف ۵ مقامات پر تعطیل مختص بہ مقام ہوتی تھی تو اب (۲۱) مقامات پر تعطیل ہوتی ہے۔ یہ تعطیل آدھے دن سے لے کر تین دن تک ہوتی ہے۔

تعطیلات مختص بہ اقوام میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ پہلے تعطیلات صرف عیسائیوں اور پارسیوں کی حد تک ہوا کرتے تھے۔ اب دوسروں کے لئے بھی ایک ایک دو دو یوم کی تعطیل مقرر ہوگئی۔

فی الوقت سال بھر میں آٹھ دن ایسے ہیں کہ دفتر صدر محاسبی صبح کا ہوتا ہے۔ دوسرے دفاتر اپنے معمولی وقت پر کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اس عمل درآمد سے مشکلات پیدا ہوا کرتے ہیں۔

بہر حال ملازم سرکار کے لئے ... عام تعطیل کے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۲)

کپڑے کی قیمتوں کا تعین

حیدرآباد ۲۲ مہر۔ گرفی داروں کی انجمن کے مشورہ سے مشورہ کر کے کمشنر پارچہ جات نے کپڑے اور تاگے اور دوسری متعلقہ اشیاء کی بیش ترین قیمتیں مقرر کرنے کی ایک تجویز حکومت کے سامنے پیش کی ہے۔ حکومت نے ۲۲ مہر ۱۳۵۲ف (۱۰ اگسٹ ۱۹۴۳ء) کے بعد بیش ترین قیمتوں کے تعین اور بغیر کھلے ہوئے گٹھوں کی خریداری سے متعلق دوسرے انتظامات کو منظور کر لیا ہے۔ بعض اقسام کے کپڑوں کی بیش ترین قیمتیں حسب ذیل ہیں۔ یہ قیمتیں ان کپڑوں کی فروخت کی جانے والی بیش ترین قیمتوں سے کم ہیں اور ان کا اطلاق صرف انہیں اشیاء پر ہوگا جو داخلی استعمال کے لئے ہندوستان میں فروخت کی جائیں۔

اشیاء	عرض۔ طول۔ وزن (انچ گز پونڈ)		بیش ترین قیمت
۱۔ سفید کی ہوئی ململ ۴۴	۴۰		۹-۳-۱۵ سکہ فی ٹکڑا
۲۔ خاکستری لٹھا ۳۶	۴۰		۰-۰-۷-۳۳ ″
۳۔ خاکستری لمبے تھان ۳۶	۴۰		۰-۰-۳۱ ″
۴۔ خاکستری دھوتی ۴۴	۱۰		۰-۴-۳ / ۹-۰-۹ فی پونڈ
۵۔ سفید کیا ہوا لٹھا ۳۶	۴۰		۵-۳-۲۰ ″
۶۔ رنگین پاپلین ۲۹	۲۰		۳-۰-۰-۱۵ ″
۷۔ سفید کی ہوئی منقش دھوتی ۴۴	۸		۵-۱۳-۷ ″
۸۔ رنگین ساڑی ۴۴	۵		۲-۱۳-۳ ″
۹۔ سفید کی ہوئی ململ ۳۸	۴۰		۰-۱-۱۶ ″
۱۰۔ خاکستری ڈرل ۲۷	۴۰		۹-۳-۲۹
			۸-۲ فی پونڈ

۱۱۔ خاکستری لٹھا ۳۴ ۴۰ ۵-۱۳-۲۹ فی ٹکڑا
(مارکین) دیگر طول و عرض ۱۰-۱۰-۲ روپیہ فی پونڈ
۱۲۔ ساٹن ۲۷ ۳۵ ۲۲-۰-۰-۱۲ فی ٹکڑا

تاگے کی بیش ترین قیمتیں ۱۰ پونڈ کا بنڈل

۱۰ ایس کاؤنٹ	۰-۰-۱۹	روپیہ سکہ عثمانیہ
۲۰ ″	۱۰-۰-۲۱	″ ″
۳۰ ″	۶-۱۳-۲۵	″ ″
۴۰ ″	۹-۰-۳۱	″ ″

مندرجہ بالا قیمتیں گرفیوں پر بیش ترین ہیں۔ تمام خالص سوتی کپڑے اور تاگے ان قیمتوں پر یا دوسری اقسام کی مطابقت یکساں (تناسب) قیمتوں پر فروخت کیا جائے گا۔ بیش ترین قیمت پر ۵ فیصد سے زیادہ نفع ہوا اس میں شامل کیا گیا ہے اور دوسرے مصارف شامل نہیں ہیں جو ۵ فیصد قیمت سے زیادہ نہ ہوں گے گویا کہ یہ تفاوت جو ۱۰ فیصد سے زیادہ نہیں ہوگا چنانچہ پبلک مندرجہ بالا قیمتوں پر ۱۰ فیصد اضافہ کر دہ نرخ سے زیادہ نہ دینگی۔

مزید تصفیہ یہ ہوا ہے کہ ایسے غیر حوالہ شدہ مال کے قیمتوں کی جس کی بابت اگسٹ ۱۹۴۳ء یا اس کے بعد حوالے کرنے کا ابتدا میں معاہدہ کیا گیا ہو۔ اعلان ہذا کی تاریخ کے بعد بیش ترین قیمتوں پر لایا جائے گا۔ مالکان گرفی کی انجمن نے اس بات کا اطمینان کرنے کا ذمہ لیا ہے کہ گرنیوں سے ایسی مراعات حاصل کرنے والے سوداگر خریداروں کو پورا مال حوالہ کریں گے۔ لہٰذا امیدواروں کو مندرجہ بالا قیمتوں پر مال فوراً مل سکے گا۔

جو تاریخ حکم ہذا میں مقرر کی گئی ہے اس میں توسیع کرنے سے حکومت نے انکار کیا ہے تاہم اس کا امکان ہے کہ اپنے مال کو فروخت کرنے کی بہترین کوششوں کے باوجود ۲۲ مہر ۱۳۵۲ف (۱۰ اگسٹ ۱۹۴۳ء) کو بہ ہو بیش ترین کپڑے اور تاگے کے بغیر کھلے ہوئے گٹھے ہوں ایسے لٹے اور تاگے کی باقاعدہ فروخت میں محدود معاون ثابت ہونے اور مدد دینے کے لئے یہ تصفیہ کیا گیا ہے کہ ان تمام غیر نشاندہ گرفی اصلی گٹھوں کو جو ۲۲ مہر (۱۰ اگسٹ) کے بعد غیر فروخت شدہ باقی رہ جائیں حکومت کی جانب سے حیدرآباد کو آپریٹیو سٹور مندرجہ بالا گرفی کی قیمتوں پر اور فہرست کا غیر درج شدہ دوسری قسموں کی حاصل قیمتوں پر پانچ تا ساڑھے سات فیصد کمی سے لے گا۔ مندرجہ بالا بیش ترین قیمتوں سے زیادہ حقیقی قیمتیں جو ہر صورت میں علٰحدہ علٰحدہ قرار پائیں گی کسی حال میں فروخت کنندہ کی ادا کی ہوئی حقیقی قیمت سے بڑھنے نہ پائیں گی جس میں مناسب نقل و حمل اور بار برداری شامل کئے جائیں گے لیکن سود شامل نہ ہوگا ایسی خریداریاں ان صورتوں تک محدود رہیں گی جہاں [illegible] کپڑے اور [illegible] حقیقی [illegible] نے اپنے مال کی نکاسی کی ہر طرح کوشش کی۔ مندرجہ بالا قیمتوں میں پانچ فیصد محصول کروڑ گیری بھی شامل ہے جو ممالک محروسہ کی درآمدات پر عاید کیا جاتا ہے لیکن اس محصول کو کپڑے اور تاگے کی ان گٹھوں کی قیمتیں مقرر کرنے میں محسوب نہ کیا جائے گا جو مقامی طور پر تیار ہوئے ہوں اور ۲۲ مہر ۱۳۵۲ف (۱۰ اگسٹ ۱۹۴۳ء) کے بعد کمپوریشن کو فروخت کئے گئے ہوں۔

مندرجہ بالا احکام [illegible] ذخیرہ اندوزوں کے خلاف صورت میں جو [illegible] بچانے کی غرض سے کئے گئے ہیں۔ جنہوں نے احکام مذکورہ کے مطابق عمل کرنے کی حقیقت میں کوشش کی ہے اور [illegible] تاجروں اور دوسرے اشخاص نے بیش ترین قیمتوں کے اندر اپنے ذخیرے فروخت کرنے کی حقیقی کوشش نہیں کی ہے حکومت ان کے خلاف حکم کنٹرول پارچہ دستور کی دفعات کے تحت [illegible] کرے گی۔

(اعلامات)

جانوروں کے لئے سرکاری امداد

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

ان تمام امور کی تکمیل پر ۲۰۰۰-۶-۳ روپے صرف ہوئے۔ حکومت سرکارعالی نے متعدد جاتراؤں کے لئے مستقل سالانہ امداد بھی منظور کی ہے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

جاترا	سالانہ امداد
۱۔ شری ویرنا تھ کا جاترا (پربھنی)	۵۰۰ روپیہ
۲۔ شری ویری کا جاترا (تعلقہ ...)	۳۰۰ ″
۳۔ شری رام ٹوپی کا جاترا (کھوڈاس تعلقہ وتگلیر)	۳۹۶ ″
۴۔ کھنڈوبا کے دیول کا جاترا (ڈھے گاؤں)	۳۴۲ ″
۵۔ تیر کا جاترا	۳۰۰ ″
۶۔ ویل واڑہ کا جاترا	۲۰۰ ″

(سال میں دو مرتبہ جاتریوں کو کھانا کھلانے کے لئے)

مندرجہ بالا فہرست میں صرف چند نام درج کئے گئے ہیں اور اس سے یہ بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ تاریخی آصفی کار کردہ مذہبی رواداری کی روایات کو حکومت سرکارعالی بھی کس طرح برقرار رکھے ہوئے ہے۔

نمائشیں

سرکارعالی کے ترقی زراعت کے محکمے بالخصوص وہ محکمے جو دیہی زندگی سے زیادہ قریبی تعلق رکھتے ہیں ان اجتماعات سے پورا فائدہ اٹھا کر مقابلے اور نمائشیں منعقد کرتے ہیں اور فانوس کی تقریروں اور دوسری تدابیر کے ذریعہ زراعت کے بہتر طریقوں، مویشیوں کی پرورش نسلوں کی حفاظت، مویشیوں کی بیماریوں کے علاج اور بلاؤں پر قابو پانے کی تدبیروں کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائے ہیں۔ چنانچہ [illegible] اور [illegible] جاتراؤں کے موقع پر مویشیوں اور گھوڑوں کی نمائش کا انتظام کیا جاتا ہے اور بہترین مویشیوں کے مالکوں کو تمغے اور انعامات دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح متعدد جاتراؤں کے موقعوں پر مویشیوں کے علاوہ صنعتوں کی نمائشیں بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ ۱۳۵۱ف میں سررشتہ زراعت نے ۱۰ نمائشیں منعقد کیں اور (۲۲۵) تقریروں کا انتظام کیا۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

قلت وگرانی اجناس سے متعلق خواتین کے ایک جلسۂ عام کی نسبت اظہار رائے کرتے ہوئے "ترجمان ملت" لکھتا ہے کہ:-

"اگرچہ جلسہ خواتین بھی اسی مقصد سے کیا جا رہا ہے کہ ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے یہ درخواست کرے کہ وہ غلہ کا ٹھیک انتظام کرے اور چند ہزار کا چندہ جمع کر کے غریبوں کی امداد کرے جو مردوں کی انجمن قلت وگرانی اجناس کر رہا ہے تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ ممکن ہے کچھ نقصان پہنچ جائے ..... ان خواتین کی توجہ بھی جو اپنے گھروں کا انتظام یکسوئی کے ساتھ کر رہی ہیں بٹ جائے گی اور انہیں اپنے اپنے گھروں کو ماماؤں کے سپرد کرنا پڑے گا"

ہم اس رائے سے بالکل متفق ہیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ خواتین کو صرف باورچی خانہ سنبھالنا چاہئے اور ماماؤں کو اجتماعی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہئے۔

[illegible] نے مہاراشٹرا کانفرنس کی ایک قرارداد شائع کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"مجلس عاملہ کی یہ قطعی رائے ہے کہ حکومت کی موجودہ پالیسی حیدرآباد کے عوام کو اس مقصد کے بالکل خلاف لے جاتی ہے جو علم و تعلیم کا اساسی مقصد ہے۔ یہ نہایت افسوسناک ہے کہ حکومت اپنی پالیسی کو آگے بڑھانے کی ایک ایسے وقت میں کوشش کر رہی ہے جبکہ وہ یہ تسلیم کر چکی ہے کہ دوران جنگ میں قیام امن کی ذمہ داری کو عظیم ترین اہمیت حاصل ہے۔ حکومت کی اس غیر منصفانہ تعلیمی پالیسی کی وجہ سے عوام کے ... ملتوی نہیں لگ رہی ہے۔ تعلیم اور ثقافت میں قریبی ربط ہونے کی وجہ سے اس پالیسی کے خلاف نفرت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے"

مجلس قیام امن کو اس نازک صورت حال کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

گزشتہ ہفتہ انجمن انسداد قلت وگرانی اجناس کے لئے چندہ جمع کرنے کی خاطر دو دوست ایک موٹر میں شہر کے مختلف محلوں میں گھوم رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب موٹر کے مالک تھے اور دوسرے ان کے رفیق کار۔ موٹر کے مالک اپنے ڈرائیور کو جس راستے سے موٹر لے جانے کی ہدایت کرتے وہ نسبتاً طویل تر ہوتا تھا۔ ان کے دوست نے پوچھا کہ "پٹرول راشننگ کے زمانہ میں یہ کیا غلط طریقہ آپ نے اختیار کر رکھا ہے حالانکہ آپ مساعی جنگ میں مدد دینے کے بہت قائل ہیں؟" موٹر کے مالک نے جواب دیا کہ "بھائی مجھے ٹائر ٹیوب کی بھی حفاظت کرنی ہے کیونکہ فی زمانہ ٹائر ٹیوب کی بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ پٹرول کی۔ اگر ہمارے شہر کی سڑکیں اچھی ہوتیں تو پٹرول کی بھی بچت ہوتی اور ٹائر ٹیوب بھی محفوظ رہتے"۔ ان کے دوست نے کہا کہ "کیا آپ کی رائے میں سررشتہ تعمیرات کو اتحادیوں کے مقصد سے ہمدردی نہیں"؟ موٹر کے مالک یہ کہنے لگے "بھائی الفاظ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا"۔

ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا ہے کہ:-

"مجلس بلدیہ کو یہ شکایت رہی ہے کہ بعض سرکاری عہدہ داروں کے ذمہ بلدیہ کا ٹیکس ایک عرصے سے واجب الوصول چلا آرہا ہے۔ مگر اطلاع نامہ اجلاس بلدیہ بابت ماہ مہر دیکھنے کے بعد میری حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ خود بعض معزز ارکان بلدیہ نے بھی ایک عرصے سے بلدیہ کا ٹیکس ادا نہیں کیا ہے۔ پدران شہر اپنی ذمہ داریوں سے اس قدر غافل کیوں ہیں؟!"

مراسلہ نگار صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجلس بلدیہ ایک مقتدر جماعت ہے جو قانون سے بالاتر ہے۔ ہماری رائے میں پدران شہر پر اعتراض کرنا ایک ظالمانہ گستاخی ہے۔

"سنڈے ٹائمز" کے نامہ نگار ماسکو کا بیان ہے کہ:-

"سوویٹ روس میں تعمیر جدید کا جو لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ امریکی طرز پر لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کا خاتمہ کر دیا گیا"

ہمارے ایک نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ روس کی تقلید میں مدرسہ فنون لطیفہ حیدرآباد کی جو جدید تنظیم عمل میں لائی جا رہی ہے اس میں مخلوط تعلیم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حدود بلدہ میں مرض ہیضہ کی شدت نہیں (ایک خبر)

اجناس کی قلت اور گرانی کے سوا ہیضہ میں شدت نہ ہونے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ جہاں پیٹ بھر کھانا ملا یدہضمی اور ہیضہ شروع ہو جاتا ہے۔

"سنا جا رہا ہے کہ مجلس بلدیہ کی اسٹابلشمنٹ کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ نائب نظامت بلدیہ کا ایک جدید عہدہ قائم کیا جائے جس کی تنخواہ آٹھ سو روپے ہوگی" (ایک خبر)

کیا معتمد صاحب مجلس بلدیہ اس خبر کی توثیق یا تردید فرمائیں گے؟ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اس عہدہ پر کس کو ترقی دینا پیش نظر ہے۔

ترقی پسند مصنفین کے افتتاحی جلسہ میں مدیر "پیام" نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اخبار نویس کا بھی ایک نیا ادب ضرور ہے مگر وہ آپ کے نئے ادب سے بہت مختلف ہے۔ ہمارا نیا ادب یہ ہے کہ الفاظ کی خوبصورت اور فکر فریب پچکاریاں تھیں حق کے نئے انداز پیدا کریں۔ جھوٹی خبروں کو اور زیادہ جھوٹا بنائیں حقیقت کے بدنما چہرہ پر الفاظ کا غازہ لگا کر اس کو دلفریب بنا دیں اور خوش نما خد و خال کو کیچڑ اچھال کر بدنما کر دیں۔ شیروں کو نرم بالوں والی بلی بنا کر گود میں بٹھا لینا اور خرگوش کو شیر بنا کر میدان میں دوڑا دینا یہ ہمارا "نیا ادب" ہے .... یہ اخبار نویس کی ادبیات ہیں ..... وہ اپنی دوکان پر ہر روز کاغذ کی پڑیوں میں لپٹے اس فن کو بیٹ لپیٹ کر ایک آنہ یا دو آنہ فی پڑیہ کے حساب سے فروخت کرتا ہو"

ہم نے انجمن صحیفہ نگاران کے صدر قاضی عبدالغفار صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اخبار نویسوں کی شان میں اس بے ادبی کے خلاف انجمن کا ایک ہنگامی جلسہ منعقد کریں۔

مملکت آصفیہ میں نشریات کی ترقی

نشری پروگرام کے دو اہم پہلو

(۱)

محکمۂ نشریات ملکی سرکار عالی کی ہمیں ایک رپورٹ وصول ہوئی ہے جس کے چند اہم اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ایک تعلیمی اور دوسرا تفریحی۔ ان دونوں میں اگر تعلیمی حصہ بہت زیادہ ہو جائے تو پروگرام بے مزہ ہو جاتا ہے۔ اگر سوائے تفریحی نشریات کے پروگرام میں اور کچھ نہ ہو تو ریڈیو عوام کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے۔ ان دونوں حصوں میں صحیح توازن قائم رکھنا پروگرام بنانے والوں کی انتہائی آرزو اور اسی کے ساتھ ان کی ابتدائی مشکل ہے۔ وہ دل سے چاہتے ہیں کہ پروگرام مفید بھی ہو اور دلچسپ بھی۔ لیکن جب وہ اسے مفید بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو دلچسپی غائب ہو جاتی ہے اور جب دلچسپی پیدا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو ان کی کامیابی سے کسی سننے والے کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس لئے وہ ہر وقت ایسے ماہروں کی تلاش میں رہتے ہیں جن کا طرز بیان دلکش یا ذہانت توجہ ہو۔ لیکن صرف ہندوستان بلکہ ہر ملک میں ایسے مقرر، شاعر، افسانہ نگار اور ڈرامہ نویس جو اس معیار پر پورے اتریں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اور پھر ان میں سے کتنے ایسے ہیں جو ریڈیو کے لئے لکھنے کی تکلیف اٹھائیں۔

پروگرام کی احتیاجات کام کرنے والوں کو اس پر مجبور کرتی ہیں کہ وہ روز دو تین تقریروں کی نشر کا اہتمام کریں۔ ہفتے میں کم سے کم ایک ڈرامہ تیار کروائیں۔ ہر وقت نئی غزل نئی ٹھمری اور نیا گیت سنوائیں جس میں جذبات بھی اچھے ہوں، خیالات بھی پاکیزہ ہوں اور اثر میں بلا کا ہو۔ دوسرے الفاظ میں ریڈیو سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ آرٹ کے نادر اور آسمانی تحفوں کو گھڑیوں کے بکتے ہوئے مال کی طرح تھوک بیچا کرے۔ یہ ایسی امید ہے جو شاذ ہی کبھی پوری ہو۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو کتنے شائقین نکلیں گے جو ان چیزوں کو روز سنیں اور کئی برس تک سننے کے بعد بھی ان کا جی نہ اکتائے۔

اس میں شک نہیں کہ ریڈیو موجودہ دور کی ایک نہایت مفید ایجاد ہے جو ملک قوم اور انسانیت کی ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ ریڈیو کی یہی خصوصیت ہے جس کی بدولت نشری پروگراموں کی اہمیت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور نشریات کو زیادہ سے زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کی نت نئی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جن ملکوں میں زبان اور مذہب کے جھگڑے نہیں اور جہاں سماجی اور سیاسی اختلافات کم ہیں اور تعلیم عام ہے ریڈیو سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اس لئے کہ ایسے ملکوں میں ہر گروہ کی زبان اس کا مذہب مسلک اور ضمیر وہی ہے جو اکثر سننے والوں کا ہوتا ہے۔ ہماری آبادی کی تمدنی ضروریات اور مسائل کم سے کم اختلاف کے ساتھ بالعموم ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اس لئے پروگرام بنانے والوں کو بڑی آسانی ہوتی ہے اور سننے والوں کو شکایت کے موقعے کم ملتے ہیں۔ برخلاف اس کے ایسے ملکوں میں جہاں کے سننے والے مختلف نصب العین اور عقیدے رکھتے ہیں اور جہاں تعلیم عام نہیں پروگرام کی ترتیب میں بہت سی رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ایک ہی پروگرام کے بارے میں سننے والوں کی متضاد رائیں پروگرام بنانے والوں کو بڑی الجھن میں ڈال دیتی ہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ ہماری مملکت فرخندہ بنیاد میں دکنی قومیت کی بنیادیں سینکڑوں سال کی روایات اور باشندگان حیدرآباد کے دیرینہ میل ملاپ اور محبت کی بدولت اس وقت تک مستحکم ہیں اور حکومت کے دوسرے شعبوں کی طرح محکمۂ نشریات ملکی کا مستقبل بھی روشن نظر آتا ہے۔ (باقی)

قوت برقی کے استعمال پر تحدید

عام صارفین کو بیس فیصد کمی کرنا پڑے گی

حیدرآباد، ۲۰ دسمبر۔ سررشتۂ معلومات عامہ سرکار عالی نے حسب ذیل پریس نوٹ جاری کیا ہے۔

"پبلک کو بذریعہ ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئلہ کی سربراہی میں متعدد کمی کے باعث حکومت سرکار عالی بادل ناخواستہ استعمال قوت برقی پر تحدیدی احکام جاری کرنے پر مجبور ہے تاکہ قوت خانہ حیدرآباد کے کوئلے کے خرچ میں کمی پیدا کی جائے۔ پبلک سے توقع ہے کہ برقی قوت کے استعمال میں فوری کمی کر کے حکومت کے ساتھ تعاون عمل کرے گی کیونکہ تحدیدی احکام کا نفاذ ۷ آبان ۱۳۶۵ف سے ہوگا لیکن اگر صارفین اپنے ضروریات برقی کو ابھی سے کم کرنا شروع کر دیں تو وہ صرف حکومت کو اپنے کام میں کافی مدد ملے گی۔ بلکہ یہ طرز عمل خود ان کے لئے نفع بخش ہوگا۔

سڑکوں کی روشنی میں پہلے ہی سے بے انتہا کمی کر دی گئی ہے اور عارضی روشنیاں اور اشتہاروں پر روشنی کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے طریقوں سے کفایت کی گئی ہے مگر یہ بہتریاں بہت ناکافی ثابت ہوئیں اور اب ضرورت اس امر کی محسوس کی جا رہی ہے کہ عوام پر بھی قوت برقی کے استعمال کے بارے میں قیود عائد کئے جائیں۔ اس کمی میں قوت برقی کو بغرض صنعت استعمال کرنے والوں اور گھریلو ضروریات کے لئے کام میں لانے والوں کو اپنی اپنی حد تک حصہ لینا ضروری ہے۔ حکومت کو اس کا احساس ہے کہ اس کمی سے بجلی استعمال کرنے والوں کو ضرور تکلیف ہوگی لیکن اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار نہیں۔ پبلک کو یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر حالات ناگزیر نہ ہوتے تو تحدیدی احکام نافذ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ اور جب کوئلہ کی کمی باقی نہ رہیگی تو ان قیود کو فوراً اٹھا دیا جائیگا۔

محکمہ برقی ان اغراض کے لئے

راشن بندی کا طریقۂ کار

صدر دفتر برقی سیف آباد پر ایک خاص عہدہ دار موسوم بہ آفیسر راشننگ قوت برقی کے زیر نگرانی ایک راشننگ آفس کام کر رہا ہے۔ قوت برقی کے ہر خریدار کو ماہ مہر ۱۳۶۵ف کے اختتام سے پہلے ایک راشننگ کارڈ دیا جائے گا۔ جس میں اس شخص کے لئے منظورہ تعداد یونٹ اندراج مختلف نرخوں کے صراحت کیساتھ رہے گا۔ ابتداً ہر خریدار کو اس کے اوسط استعمال کے ۸۰ فیصد یونٹ کی اجازت دی جائے گی۔ اگر کوئی شخص اس مقررہ مقدار سے زیادہ برقی قوت صرف کرے تو اس کی برقی رو بلا کسی اطلاع کے بند کر دی جا سکیگی۔ اور اس کے ماسوا ایسے زائد صرف پر شرح مروجہ کا دوگنا نرخ لگایا جائے گا۔ بالفاظ دیگر ایسے شخص کو قوت برقی کے جملہ صرف پر معمولی شرح سے دوچند لگایا جا سکے گا۔ اور منظورہ تعداد سے زائد استعمال شدہ یونٹ کی بابت اس شرح سے مزید رقم ادا کرنی پڑے گی۔

اس مقررہ منظورہ تعداد پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی ہوتی رہے گی نیز منظورہ یونٹ سے زائد استعمال کی صورت میں قوت برقی پر شرح نرخ میں بھی کوئلہ کی رسد کے حالات کے لحاظ سے تبدیلی ہوتی رہے گی۔ مگر اس کا انحصار زیادہ تر پبلک کی جانب سے تعاون عمل پر ہوگا۔ اگر صارفین کفایت شعاری سے کام نہیں لیں تو نہ صرف انہیں مالی نقصان اور تکلیف برداشت کرنا ہوگا بلکہ وہ حکومت کو اس امر پر مجبور کریں گے کہ ان کی منظورہ تعداد میں اور بھی کمی کر دی جائے۔ اور خلاف ورزی کی صورت میں جو سزائیں اوپر درج کی گئی ہیں انہیں اور سخت کیا جائے جس کے نتیجے کے طور پر صارفین برقی کو زیادہ دقت کا سامنا ہوگا۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حکومت کی انتہائی خواہش یہ ہے کہ صارفین کو کم سے کم دقت پیش آئے اور اسی لئے وہ ان سے تعاون کی خواہش کر رہی ہے۔ منظورہ تعداد سے زائد استعمال پر جو سزائیں عائد کی گئی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس اسکیم کو کامیابی کے ساتھ بروئے عمل لایا جائے۔ اور زائد استعمال برقی پر جو اضافہ نرخ قائم کیا گیا ہے

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۲)

حیدرآباد میں زیادہ غلہ اور چارہ اگاؤ کی مہم

از

جناب محمد نظام الدین احمد صاحب

بلدہ کاٹنے کے دیگر علاقہ جات کی طرح حیدرآباد میں بھی کل زیر کاشت رقبہ کا کافی حصہ غیر خوراکی فصلوں کے لئے مختص ہے۔ اگرچہ یہاں پر خوراکی اجناس مثلاً جوار، باجرہ، دالیں، چنا، چاول اور گیہوں کی بھی کاشت کی جاتی ہے لیکن کاشتکاروں کا رجحان زیادہ تر غیر خوراکی فصلوں کی جانب ہے۔ چنانچہ اس جنگ سے پہلے حیدرآباد سے سالانہ ہزاروں ٹن روئی اور روغنی تخم وغیرہ برآمد کئے جاتے تھے اور اجناس خوردنی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سالانہ ... ہزار ٹن چاول برما سے درآمد کئے جاتے اور گیہوں کافی مقدار میں پنجاب وغیرہ سے منگوا لئے جاتے تھے۔ لیکن موجودہ جنگ کی وجہ سے حکومت حیدرآباد کو بھی تقریباً انہی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا جن سے حکومت ہند دوچار ہوئی۔ جنگ کے چھڑنے پر ... درآمد ... تو اس نے رکن کی ... راستے ... بند ہوگئے اور اس علاقہ کے لئے چاولوں کی قلت ہوگئی۔ ہندوستان کی برآمدی تجارت کو بڑا نقصان اس طرح پہنچا کہ ہماری پیداوار خام کے چند بڑے خریدار ممالک دشمن ہیں اس طرح ان سے تمام تعلقات منقطع ہوگئے۔ اس کے علاوہ ہندوستان پر بہت سے ... پڑنے کی غیر خوراکی فصلیں مثلاً روغنی تخم، روئی، تمباکو وغیرہ ... کے رک جانے کی وجہ سے بیکار پڑی رہیں ... حالات بھی اس قابل نہ تھے کہ اس پیداوار کو پوری طرح استعمال کرسکیں۔ اس طرح آغاز جنگ پر ان فصلوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوگئی اور کاشتکار کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس واقعہ کا دوسرا اثر یہ پڑا کہ ملک میں اشیائے خورد و نوش کی قلت بالخصوص برما پر جاپانی قبضہ کے بعد سے تشویشناک ہوگئی۔ دیگر ممالک جن سے ہمارے تعلقات بحال ہیں ان سے غلہ منگوانا بھی دشوار تھا کیونکہ سمندری راستے پرخطر اور جہازوں کی قلت تھی۔ اس طرح حکومت ہند کو بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا حل یہ دریافت کیا گیا کہ چونکہ جنگ کے ختم ہونے تک غیر خوراکی فصلوں کے برآمد ہونے کی امید نہیں ان کی کاشت کو بڑی حد تک گھٹا دیا جائے اور اس کے عوض میں زیادہ تر غلہ کی فصلیں اگائی جائیں۔ حکومت ہند نے اس تجویز کی تکمیل کی ... اور اس مہم کو سارے ہندوستان پر ساری کیا (?)۔

یہی حالت حیدرآباد میں بھی تھی یہاں بھی آغاز جنگ پر غیر خوراکی فصلیں بیکار پڑی رہیں ... ہزار ٹن چاول کی درآمد یکلخت بند ہوگئی اور کافی مقدار میں گیہوں پنجاب سے ملنا دشوار ہوگیا چنانچہ حکومت حیدرآباد نے اشیائے خورد و نوش کی حد تک ریاست کو خود مکتفی بنانے کے لئے "زیادہ غلہ اور چارہ اگاؤ" کی مہم کے تحت ایک موثر اسکیم کو روبہ عمل لانا شروع کیا۔ ۱۳۵۲ف سے اس مہم کا آغاز ہوا اور مختلف طریقوں سے اس کو عام کیا گیا۔ اس کی جانب اس لئے بھی زیادہ توجہ کی گئی کہ ہماری غذائی صورت حال تشویشناک ہوگئی تھی۔ اشیائے خورد و نوش کی عدم دستیابی کا مسئلہ اور ان کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ عام طور پر سب کے لئے اور خاص کر غریب طبقہ کے لئے بہت اہمیت حاصل کر گیا تھا۔ اس لئے حکومت نے اس اسکیم کو جاری کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کاشتکاروں کو غیر خوراکی فصلوں کی کاشت کے عوض خوراکی فصلوں کی کاشت کی ترغیب دی جائے۔ اس کے ذریعہ اشیائے خورد و نوش اور سامان چارہ کے مسئلہ کو جو بے حد اہم ہے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اجناس خوراکی میں اضافہ کی تدابیر

چاول:- برما کے چاول کی تلافی کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا کہ چاول کے موجودہ زیر کاشت رقبہ میں کافی اضافہ کیا جائے، عمدہ اور ترقی یافتہ تخم تقسیم کئے جائیں اور کھاد کی فراہمی کا انتظام کیا جائے۔ اس قسم کے طریقے اختیار کرنے کے لئے حکومت نے ۶ لاکھ روپیہ کی تقاوی منظور کی نصف رقم یعنی ۳ لاکھ روپیہ کے ترقی یافتہ تخم ... اور باقی ۳ لاکھ کی کھلی بطور کھاد استعمال کرنے کے لئے تقسیم کی جائیں گی۔ تقاوی لینے والوں کے لئے مزید رعایت یہ کی گئی کہ ان پر تخم وغیرہ کی ۲۵ فیصد قیمت معاف کر دی جائے گی۔ یہ تمام تقاوی بے سودی رکھی گئی۔

گیہوں، جوار

گیہوں اور جوار کی زیر کاشت رقبہ میں بھی اضافہ کی کوشش کی گئی اس مہم کے آغاز پر حکومت نے کوشش کی کہ ملکی آبپاشی کے ذریعہ علاقہ ... کی زیر ... میں جوار اور گیہوں کی کاشت کی جائے۔ ترغیب کی خاطر حکومت نے دو سال کے لئے محاصل ... اور آبپاشی میں جوار کی کاشت کی حد تک ۲۵ فیصد اور گیہوں کی کاشت کے لئے ۵۰ فیصد معافی کا اعلان کیا اس موقعہ پر اندازہ لگایا گیا تھا کہ آنے والے موسم میں جوار کے تحت ... ہزار ایکڑ اور گیہوں کے تحت ... ہزار ایکڑ اراضیات کاشت کی جائیں گی۔

غیر خوراکی فصلوں کی کاشت کی تخفیف

اس کے ساتھ ساتھ غیر خوراکی فصلوں کے زیر کاشت رقبہ میں کمی کی کوشش کی جانے لگی۔ کپاس اور ارنڈی کی کاشت اضلاع اورنگ آباد، پربھنی، بیڑ اور عادل آباد میں تقریباً ۱۳ لاکھ ایکڑ اراضی پر ہوتی ہے اس اسکیم کے تحت کوشش کی گئی کہ ۱۳۵۲ف کے موسم تک اس میں ۵۰ فیصد کمی ہوجائے اور اس رقبہ پر جوار، باجرا، گیہوں وغیرہ کی کاشت کی جائے۔ جو کاشتکار ان فصلوں کی کاشت کریں گے حکومت نے ان کی ترغیب کی خاطر محاصل میں ۵۰ فیصد رعایت کا اعلان کیا۔ حکومت نے سررشتہ زرعی اشاعت کو ایک لاکھ روپیہ کی رقم بلاسودی تقاوی کی تقسیم کے لئے علاحدہ کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کاشتکار اس رقم سے گیہوں، باجرہ وغیرہ کے ترقی یافتہ تخم حاصل کرسکیں۔ اس رقم کو علاقہ جات مرہٹواڑی اور کرناٹک کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ ... کی طرح یہاں بھی تقاوی لینے والوں کو ۲۵ فیصد رعایتی نرخ پر تخم فراہم کرنے کا ذمہ لیا گیا۔

حکومت نے آبپاشی میں مزید سہولت کی خاطر ۲ لاکھ روپیہ کی بلاسودی تقاوی کا انتظام کیا کہ کاشتکار باؤلیوں وغیرہ کی ترمیم و تعمیر پر صرف کرسکیں۔

... اس مہم کو مزید تقویت دینے کی خاطر حکومت نے ۳۴ لاکھ روپیہ کی امداد کا فیصلہ کیا اس رقم کے ذریعہ کھاد کی فراہمی، ترقی یافتہ تخم کی فراہمی اور آبپاشی کی سہولتوں کا انتظام کیا جانے کا اور محاصل مالگزاری اور آبپاشی میں مزید رعایتیں کی گئیں۔

اس رقم کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ چاول کی کاشت کے سلسلہ میں ۶ لاکھ روپیہ کی بلاسودی تقاوی، کھلی کی کھاد کے لئے ۳ لاکھ روپیہ، گیہوں، چنا، جوار، اور دیگر اجناس خوردنی کی کاشت کے سلسلہ میں ۱۰ لاکھ زائد رقم منظور کی گئی اور باؤلیات کی تعمیر و درستی کے لئے ۳ لاکھ روپیہ کی تقاوی۔

اضلاع نلگنڈہ وغیرہ میں مونگ پھلی کی کھلی کو دھان (?) کے کھیتوں میں بطور کھاد استعمال کرنے کے لئے تقاوی کے طور پر تقسیم کے لئے ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کی متوالی رقم منظور کی گئی علاوہ اس کے بہتر تخم کے ۱۰ لاکھ کھیتوں کی حد بندی کے لئے ایک لاکھ یعنی ۲۰ لاکھ کی رقم ... منظور ہوئی۔

علاقہ ... میں پچھلے سال کی طرح محاصل میں ۲۵ فیصد رعایت بحال رکھی گئی یہ بھی اعلان ہوا کہ اگر افتادہ اراضی پر غلہ کی کاشت کو ... دی جائے تو ایک تا ۳ سال ۵۰ فیصد محاصل مالگزاری معاف کئے جائیں گے ... میں اضلاع اورنگ آباد، بیڑ ... آباد اور پربھنی میں غلہ کی کاشت عام کرنے کے لئے ۵۰ فیصد محاصل کی معافی دی گئی تھی سال رواں میں ... کے ساتھ ناندیڑ اور بیدر کو بھی شامل کر دیا گیا ہے اندازہ ... ہے کہ اس علاقہ میں ... ایکڑ کے رقبے پر

کپاس کے بجائے غلہ کی کاشت کی جائے گی دو روپیہ امداد دی جائے گی اور اگر قابل کاشت غیر مزروعہ اراضیات پر غلہ کی کاشت کی جائے تو ۵۰ فیصد محاصل مالگزاری معاف کئے جائیں گے۔

ڈنڈی پراجکٹ کے تحت جو اراضی ہے اس پر آئندہ سے صرف اجناس خوراکی کی کاشت کے احکامات نافذ ہوئے اور اراضیات پر مقامی اقسام جوار کی کاشت کے لئے کھاد اور تخم کی تقاوی کے علاوہ ۵۰ فیصد محاصل مالگزاری کی معافی کا اعلان ہوا۔

چاول کی کاشت میں مزید اضافہ کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی خاطر آئندہ فصل میں نظام ساگر پروجکٹ کے تحت ہونے والی کاشت کو تعلقہ آرمور تک توسیع دی جائیں گی۔ تابی فصل کے تحت رقبہ کو وسعت دینے کے لئے ملکناورم، راماگھن پور اور بھیم گھن پور سے سیراب ہونے والی زمینات پر چاول کی کاشت کے امکانات دریافت کئے جا رہے ہیں۔

گزشتہ سال کی کوششوں سے کوتگیری کی افتادہ زمینات پر کاشت شروع ہوگئی ہے اور اس سال سے دس ہزار ایکڑ اراضی صرف جوار اور گیہوں کی کاشت کے لئے مختص کر دی گئی ہے۔

اس سال غلہ کے بہتر تخم کی تقسیم کو بھی وسعت دی گئی ہے چنانچہ چاول کی کاشت کے لئے جو تخم دئے جا رہے ہیں وہ (۱۵۰۰۰) ایکڑ اراضی کے لئے کافی ہوں گے گیہوں کے لئے جو تخم تقسیم ہو رہے ہیں وہ (۱۵۰۰۰) ایکڑ کے لئے کافی ہوں گے جوار کے تخم (۲۵۰۰۰) ایکڑ اراضی کے لئے کافی ہوں گے اور چنے کے تخم (۱۵۰۰۰) ایکڑ کے لئے کافی ہوں گے۔

اس کے علاوہ حکومت نے آبپاشی کے سلسلہ میں بھی کافی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں اس مہم کے آغاز کے بعد سے تقریباً (۱۵۰۰) اور (۱۲) اور بیسے (۱۰۰) تالابوں کی مرمت کی گئی جس سے تقریباً (۵۰۰۰۰) ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی ایسی کوشش اب بھی اسی انہماک سے جاری ہیں چنانچہ فصل ربیع کی کاشت میں کام لینے کے لئے تعلقہ یلاریڈی کے تالاب چلاپور میں رخنہ ڈالا جا رہا ہے، پوچارم کے نہر کا رخ بھی بدلا جا رہا ہے تعلقہ سدھول میں سرپلا تالاب سے مزید سہولت کی خاطر ایک اور نہر تعمیر کی جا رہی ہے، کول ساگر، چندرور، گوداونیر اور نہر کے تحت کام شروع ہوا ہے اور نہر جوڑ کی تکمیل اور رانپور میں پشتوں کی تعمیر کا کام جلد از جلد ختم کر دیا جائے۔

فصلوں کے متعلق وقتاً فوقتاً جو پیش بینیاں شائع ہوتی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ:۔

کپاس کے زیر کاشت رقبہ کا تخمینہ (۱۷۲۹۰۲۶) ایکڑ لگایا گیا ہے اور پچھلے سال کے مقابلہ میں ۴۰ فیصد کم ہے۔

چاول کے زیر کاشت رقبہ کا تخمینہ پچھلے سال کے (۹۲۳۰۰۰) کے مقابلہ میں (۱۰۹۵۰۰۰) ایکڑ لگایا گیا ہے

گیہوں کا زیر کاشت رقبہ (۲۰۳۰۰۰) ایکڑ ہے گزشتہ سال یہ (۲۰۲۰۰۰) تھا یعنی ۹ فیصد کا اضافہ ہوا اور کل زیر کاشت رقبہ میں (۲۲۰۰۰۰) ایکڑ کا اضافہ ہوا۔ جوار کے زیر کاشت رقبہ کا تخمینہ پچھلے سال کے (۳۰۴۰۳۰۰۰) ایکڑ کے مقابلہ میں اس سال (۹۲۰۵۲۵۰۰) لگایا گیا ہے اس طرح ۲۰ فیصد کا اضافہ ہوا۔

غرض اس کی امید ہو چلی ہے کہ اس مہم کے اچھے اثرات چند ماہ بعد زیادہ نمایاں طور پر مرتب ہونے لگیں گے۔

مسٹر چرچل کی نشری تقریر

جاپان کے خلاف اقدام کی تیاری

کیوبک یکم ستمبر۔ کل رات کیوبک سے نشری تقریر میں مسٹر چرچل نے جاپان کے خلاف جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ امریکہ کی اصل افواج اور آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ کے مرد بحر الکاہل میں جاپانیوں سے کامیاب لڑائیاں لڑ رہے ہیں جاپان کے خلاف برطانیہ عظمیٰ پر اصل ذمہ داری اب تک جو ہندوستانی محاذ اور بحر ہند میں عائد تھی اس ذمہ داری قائم کردہ دونوں ممالک کی تمام بری بحری اور ہوائی افواج کی متحدہ برطانوی امریکی کمان اس کمان کے حوالہ ہے جو شمال مغربی افریقہ کی بہت کامیاب ثابت ہو چکی اور وہ اب روبعمل لائی گئی ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا کے محاذ کے سپہ سالار اعلیٰ کو چن لیا گیا ہے اور ان کا برطانوی امریکی اور چینی رائے نے خیر مقدم کیا ہے۔ وہ جنرل چیانگ کائی شیک سے مسلسل ربط قائم کرکے کام کریں گے معروف حالات اور محکم فوجی پیشے میں اکثر ایسا نہیں ہوتا کہ کسی بحری کو اتنا عظیم موقع دیا گیا ہو۔ لیکن ایک ایسا افسر جس نے اپنی زندگی فوجی فن کے لئے وقف کر دی ہو اگر ۴۳ سال کی عمر میں بھی یہ فن نہ سیکھے تو پھر آگے چل کر بھی اس کے سیکھنے کا قرینہ نہیں۔ متحدہ کاروائیوں کے صدر کی حیثیت سے لارڈ لوئی ماونٹ بیٹن نے تنظیم اور تدبیر کی کامیاب قوتوں کا مظاہرہ کیا۔ وہ ایک ایسی مخلوق ہیں جو تین عناصر خاک، باد اور آب سے مساوی طور پر مانوس ہیں اور وہ آتش کے بھی عادی ہیں۔ ہم سب اس نئی کمان اور اس کے کمانڈر کی ان کے دور متوقع اور مقتضا و دشوار ترین کام میں کامیابی کی تمنا کرتے ہیں۔

روس کی نسبت مسٹر چرچل نے کہا کہ برطانیہ نے روس سے ۲۰ سال کا معاہدہ خیراندیشی اور امداد باہمی کیا ہے۔ آپ یقین رکھ سکتے ہیں کہ ہم برطانوی اپنی ساری طاقت اور قومی استقامت سے اس کو پورا کرنے کا پکا ارادہ رکھتے ہیں۔ روس کے لئے اس برطانوی امریکی کانفرنس میں نمائندگی مناسب نہ ہوتی جس کا تعلق اتفاق نظر ان فوری کاروائیوں کے جو بحیرہ روم اور دوسرے مقامات میں مسلح افواج سے باہم ملی ہوتی ہیں، تمام تر نہیں تو بڑی حد تک جاپان کے خلاف جس سے سوویٹ حکومت نے ۵ سال کا معاہدہ عدم اقدام کر رکھا ہے جنگ کو کم کرنے اور ہرانے سے تھا۔ ایسی دعوت پریشان کن ہوتی۔

سہ دولی کانفرنس

پریسیڈنٹ روزویلٹ اور خود ان کو سب سے زیادہ تمنا ہے کہ مارشل اسٹالن سے سہ دولی اجلاس ہو اگر یہ ابھی تک نہیں ہوا تو یقیناً اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انھوں نے ہر رکاوٹ کو دور کرنے اور مزید مشقت طلب سفر پر نکلنے کی پوری کوشش نہیں کی یا اس پر راضی نہیں تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مم مارشل اسٹالن جو فاتح روسی افواج کی راست کمان کر رہے ہیں، اس وقت میدان جنگ چھوڑ نہیں سکتے جس پر وہ نہ صرف روس کے لئے بلکہ تمام متحدہ اقوام کے مشترکہ مقصد کے لئے بھی بڑی اہمیت رکھنے والی کارروائیاں کر رہے ہیں پریسیڈنٹ روزویلٹ اور مسٹر چرچل مارشل اسٹالن سے ملاقات کرنے کی کوششوں میں استقلال سے کام لیں گے۔ اس اثناء میں برطانوی، امریکی اور روسی وزرائے خارجہ یا ان کے ذمہ دار نمائندوں کی کسی سہولت بخش مقام پر کانفرنس نہایت ضروری معلوم ہوتی تاکہ مختلف اہم مسائل کی چھان بین کی جائے جو باہمی تحفظ کے آئندہ انتظامات سے تعلق رکھتے ہیں نیز مباحث کو اس نقطہ تک پہنچایا جائے جہاں حکومتوں اور حکومتوں کے سربراہ مداخلت کرنے کے قابل ہوں نیز ہمارا کوئی قدم ایسا نہ ہوگا جو اس جنگ کی ناقابل تردید بنیادی رفتار میں پورے اعتماد کے ساتھ ہمارے روسی دوستوں اور اتحادیوں کے مشورے کے بغیر اٹھایا جائے۔ ہر شخص اور درحقیقت ساری آزاد دنیا کو بہت بڑا فائدہ ہوگا اگر مستقبل بعید میں جنگی مسائل پر ہٹلری ظلم کے ان تین بڑے مخالفین میں اتفاق رائے ہو سکے۔

دوسرا محاذ۔ یورپ میں دوسرے محاذ کی نسبت مسٹر چرچل نے کہا کہ وہ اس دن کے منتظر ہیں جبکہ برطانیہ اور امریکہ کی آزادی دلانے والی افواج یورپ میں قوت سے ... کو پار کریں گی اور فرانس کے جرمن حملہ آوروں سے منہ چار ہوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دن قریب ہو یا دور ہو لیکن عظیم ضرب جب بھی ہو لگائی جائے گی اس لئے کہ اتحادی قائدین کو اطمینان ہے کہ حملہ کو جاری رکھنے کے اچھے امکانات ہیں اور یہ کہ ان سپاہیوں کی جانیں منصوبوں فوجی نقشوں کے بموجب صرف ہوں اور کسی قسم کے سیاسی لحاظ کے لئے ضائع نہ ہوں۔ وہ متحدہ اقوام اور تاریخ کے فیصلہ کے سامنے رقم کرتے ہیں کہ برطانوی اور امریکی جنگی حکمت عملی جس کی رہنمائی متحدہ چیفس آف اسٹاف نے کی اور جو صحیح ہے جس کے پریسیڈنٹ اور وہ خود ایک حد تک محرک رہے تھے بہترین ہے جو عملی اعتبار سے ان کے لئے کھلی ہوئی ہے۔ یہ حکمت عملی دلیرانہ رہی اور اس سے قابل ذکر فائدے ہوئے۔ ایک معمولی بات کہتے ہوئے مسٹر چرچل نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ دوسرے محاذ کے ساتھ ساتھ تیسرے محاذ سوچتے رہے۔ جنرل امریکیوں کو ایک مشہور باز کی طرح ہونا چاہئے جو ایک ہاتھ سے نہیں دونوں ہاتھوں سے لڑتا ہے۔ (رائٹر)

غذائی صورت حال

خواتین حیدرآباد کا جلسہ عام

حیدرآباد ۳۰ مہر۔ آج خواتین حیدرآباد کا ایک نمائندہ جلسہ عام بصدارت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ بوقت ۵ ساعت شام بمقام لیڈی حیدری کلب منعقد ہوا جس کا افتتاح ہز ہائنس شہزادی برار نے فرمایا۔

مس پدمجا نائیڈو نے تعارفی تقریر میں ہز ہائنس شہزادی صاحبہ برار کا خیر مقدم کرتے ہوئے شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ سے صدارت کی خواہش کی۔

موصوفہ نے اپنی تقریر میں ملک کی موجودہ غذائی صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے خواتین کے انسانی فرائض اور ہز ہائنس پرنسس آف برار اور شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ کی رہنمائی میں ان مسائل کے حل کرنے کی عملی تدابیر پر روشنی ڈالی۔

ہز ہائنس پرنسس آف برار کی افتتاحی تقریر

ہز ہائنس شہزادی صاحبہ برار نے افتتاحی تقریر میں شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ اور خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "میں بہت ممنون ہوں کہ جماعت خواتین کی کمیٹی کی طرف سے جو حیدرآباد کے مختلف طبقوں اور مفادات کی نمائندگی کرتی ہے آپ نے دعوت دی ہے کہ ان تمام عملی تجاویز پر غور اور تصفیہ کرنے میں آپ کی مدد اور رہنمائی کروں جو غذائی قلت کے اندیشناک حالات کی وجہ سے ناگزیر ہوتی ہے اس وقت غریبوں کی ناقابل بیان مصیبت کو دور کرنے کے لئے ہمیں جلد عملی اقدام کرنا چاہئے۔

"میں نہایت خوش دلی سے اس اہم اور اہم ذمہ داری کو قبول کرتی ہوں محض اس وجہ سے نہیں کہ خانوادہ آصفیہ کی یہی قدیم روایت چلی آتی ہے کہ ادائی گی فرائض کی آواز پر لبیک کہا جائے بلکہ اس لئے بھی کہ طبقہ نسواں سے تعلق رکھنے کے باعث اور ماں ہونے کی حیثیت سے ملک کے عرض و طول میں دکھ اور مصیبت کے جو واقعات پیش آ رہے ہیں انہیں کہ ان کو میرے دل کو سخت تکلیف پہونچی ہے۔

"بلاشبہ حکومت اپنے لامحدود وسائل کی بدولت ایسے اسباب فیاضی کے ساتھ موثر طریقہ پر مہیا کرے گی جو ان معاشی مصائب کا جن سے ہمارے ہموطن کسی صورت میں غیر متاثر نہیں رہ سکتے بوجھ ہلکا کر سکے گی۔

"میں آپ سب ہر مذہب ہر مرتبہ اور ہر عمر کی خواتین سے اور بالخصوص ان سے جو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ خوش حال ہیں توقع کرتی ہوں کہ وہ اس مناسب اہم اور مبارک کام کی تکمیل میں ان تھک اور مسلسل کوششوں کے ساتھ تعاون کریں گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق مالی طور پر یا ذاتی خدمت سے ان غریب شہریوں کی ضرور دستگیری کریں گی جن کی تنگ دستی زبان حال سے مدد کی التجا کرتی ہے۔

"جس مقصد کے لئے ہم کو شاں ہیں وہ محض امر پرستی کے وقتی التفات سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے خدمت کے سچے جذبہ کی ضرورت ہے تاکہ ان غریب ہموطن کی امداد ہو سکے جنہیں کھانے کو روٹی اور تن ڈھانکنے کو کپڑا میسر نہیں۔"

پیام شاہانہ

حیدرآباد ۲۴ مہر۔ اعلیحضرت اقدس و اعلیٰ نے از راہ عاطفت شاہانہ حسب ذیل پیام مرحمت فرمایا جس کو خواتین کے جلسہ میں پڑھ کر سنانے کی عزت حاصل کی گئی۔

ہندوستان کے ان حصوں کی موجودہ صورت حال سے جو قلت اجناس کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور جس سے میری رعایا بھی سراسیمہ ہے مجھے گہرا تعلق ہے اور گو میری حکومت تمام امکانی تدابیر اختیار کر رہی ہے میں خواتین حیدرآباد کی اس خواہش کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں کہ وہ بھی منظم طور پر امداد بہم پہونچائیں اور میں ان کا ہر طرح کامیابی کا متمنی ہوں اور ان کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں جو ان مساعی جمیلہ میں مصروف ہیں۔

پرنسس نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ کی صدارتی تقریر

پرنسس نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے اپنی صدارتی تقریر میں ہز ہائنس شہزادی صاحبہ برار اور خواتین سے مخاطب ہو کر کہا "یہ بڑی قدر افزائی ہے کہ آپ نے مجھے اس اہم جلسہ کی صدارت کی دعوت دی ہے جس کا ابھی ہز ہائنس نے افتتاح فرمایا "کئی مرتبہ خوشی کے موقعوں پر حیدرآباد کی خواتین ذاتی حیثیت سے یا بطور نمائندوں کے اس ہال میں جمع ہو چکی ہیں آج ہم یہاں اس ضروری اور اہم مقصد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ ایسے ذرائع اور وسائل تجویز کریں جن سے ہمارے ان غریب شہریوں کی امداد ہو سکے جو بھوک اور خوف کی دوہری مصیبت برداشت کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب کو اس کی فکر ہے کہ اپنی گہری ہمدردی کی ترجمانی ایسی مساعی کی صورت میں کریں جن سے ان غریبوں کی نادری اور خوف کا بوجھ کچھ تو ہلکا ہو سکے۔

"لیکن اپنی تجویزوں کو موثر بنانے کے لئے نہ صرف احساسات کا خلوص اور کوشش کی یکجہتی لازمی ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان اسباب کا اچھی طرح علم ہو جن کی وجہ سے دنیا بھر میں غذا کی قلت کا یہ سنگین مسئلہ پیدا ہوا ہے یہ مسئلہ مقامی یا کسی جداگانہ نوعیت کا نہیں بلکہ یہ دنیا بھر کی مصیبت کا لازمی جزو ہے جس کے انسداد کے لئے مسائل غذا کے مشہور ماہرین کی بین الاقوامی مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں۔

"خواتین! بھوک، مذہبوں اور فرقوں کے امتیازی نشانوں کو نہیں پہچانتی اپنی زبان میں وہ تمام انسانوں سے فریاد کرتی ہے۔ مدد کی اس پکار کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ کچھ سال ہوئے خواتین کی کانفرنس کے ایک اجلاس میں مجھے ایک تحریک کی ذمہ داری قبول کرنے کا موقع ملا تھا جس میں مردوں کے برابر شہری حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے اب ایک بار پھر آپ کے لئے موقع آیا ہے کہ جس خوبی سے آپ اس سے پہلے ثابت کر چکی ہیں اب پھر ثابت کر دیں کہ آپ مساوی ذمہ داریاں کے اٹھانے کے قابل ہیں اور آپ رنج و مصیبت گھٹانے کا کام انجام دینے کے لئے تیار ہیں جو عام تمدن کا حقیقی مقصد ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ متحد ہو کر ان مصائب میں امداد کریں اور جیسا کہ ہز ہائنس نے ارشاد فرمایا ہے ہم میں سے ہر ایک رقمی مدد دیں یا ذاتی خدمت انجام دیں "یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہز ہائنس شہزادی برار

نے جو اس سے پہلے بڑی لیاقت بصیرت اور دانشمندی کے ساتھ ہماری اکثر کوششوں میں رہنمائی فرما چکی ہیں، ازراہ شفقت یہ قبول کر لیا ہے کہ وہ اس موجودہ مہم میں بھی ہماری رہنمائی کریں گی تاکہ ہمارے ملک کے بھوک کے مارے غریبوں کی روز افزوں مصیبت کا مقابلہ کیا جا سکے۔“

قرارداد

اس صدارتی تقریر کے بعد حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی :- ”حیدرآباد خواتین کا یہ نمائندہ جلسہ عام روزمرہ ضروریات کے حصول میں دشواری اور اجناس کی بڑھتی ہوئی قلت و گرانی کے باعث جو مصائب اہل ملک پر عموماً اور عورتوں اور بچوں پر خصوصاً آئے دن نازل ہو رہے ہیں اس کو سخت تشویش سے دیکھتا ہے یہ جلسہ ملک کی تمام دردمند خواتین سے بلا امتیاز اپیل کرتا ہے کہ اپنے شہری اور انسانی فرائض کی ادائیگی کے اس نازک دور میں غریبوں کی مصیبتوں کو دور کرنے کے لئے ایثار اور قربانی کے جذبات سے کام لیں اور اپنے معیار زندگی کو سادہ بناتے ہوئے ہر اس عملی تدبیر میں حصہ لیں جو اس نیک کام کے لئے ضروری ہے۔“

مملکت آصفیہ اور عام تعطیلات

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

سفر بیل اس کے علاوہ۔

۵۰ دن سال بھر کے یوم جمعہ کے ہیں۔

۱۵ دن رخصت اتفاقی کے۔

۳۰ دن رخصت خاص کے۔

اس طرح ایک ملازم سرکار کی (۱۷۱) یا دوسرے الفاظ میں ۵ ماہ ۲۷ یوم چھٹی منا یا کرتا ہے۔ اگر ان ۱۷۱ دن میں سے ۱۲ یوم وہ نکال دیئے جائیں جو دوسری تعطیلوں میں ضم ہو گئے ہیں تو جب بھی (۱۵۹) دن یا ۵ ماہ ۹ یوم تعطیل کے ہیں۔

سال گزشتہ سے جلسہ تقسیم اسنادات میں عثمانیہ ٹریننگ کالج کے صدر نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا کہ ”ہماری بے موقع تعلیم کش تعطیلات کے درحقیقت یہ معنی ہیں کہ کم و بیش ۱۵۰ ایام کار میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے زمانہ کے حالات اس تیز رفتاری سے روش بدل رہے ہیں کہ ہمارے اس تعطیلات کا مسئلہ دن بدن اہم ہوتا جاتا ہے“۔

اس کے جواب میں صدر اعظم بہادر نے ارشاد فرمایا کہ ”میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے اں تعطیلات سب جگہ سے زیادہ ہوتی ہیں۔ یہ مسئلہ بحیثیت حکومت سرکار عالی کے زیر غور ہے بلکہ یہاں کی پبلک کی بھی توجہ کا محتاج ہے کہ وہ اس اقتصادی تقابل کے زمانہ میں اپنے ملک کے سال میں کتنے روز کام کرنے کے لئے رکھنا چاہتے ہیں“۔

(مجلہ طیلسانین)

قوت برقی کے استعمال پر تحدید

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

وہ آمدنی میں اضافہ کرنے کے خیال سے نہیں بلکہ بجلی کے استعمال میں کمی پیدا کرنے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ کوئلہ کی موجودہ رسد پاور ہاوز کے ماہانہ ضروریات کے لئے کافی ہو جائے۔

جس عمارت کی برقی رو مندرجہ صدر وجہ سے منقطع کر دی گئی ہو اس کو کمر رد میں شرط جاری کیا جا سکے گا کہ رائننگ افسر اس امر سے مطمئن ہو جائے کہ عمارت مذکورہ سے ایسا فعل مستقبل قریب میں پھر سرزد نہ ہوگا اور مکرر برقی رو چالو کرنے کے لئے مبلغ پانچ روپیہ فیس ادا کرنی پڑے گی

میٹر وغیرہ کی نگرانی میٹر وغیرہ کی وقتاً فوقتاً نگرانی لازمی ہوگی اور صارفین کا یہ فرض ہوگا کہ وہ محکمہ برقی کے عملے کی ضروری مدد کریں تاکہ وہ بسہولت میٹر کو دیکھ سکیں۔ اگر کوئی صارف اپنا میٹر مقفل یا کسی ایسے طریقے پر رکھے جس سے میٹر تک رسائی مشکل ہو تو اس کے مکان کی روشنی باہر سے بلا کسی نوٹس کے منقطع کر دی جائے گی۔ اور مکرر روشنی چالو کرنے کے لئے مبلغ آٹھ روپیہ بطور فیس داخل کرنا ہوگا۔ بشرطیکہ روشنی برقی ستونوں سے کاٹی گئی ہو لیکن اگر یہ انقطاع زیر زمین کیبل سے عمل میں آئے تو مکرر حصول روشنی کی فیس مبلغ (۱۰) روپیہ ہوگی۔ نیز صارفین ہی کے شخصی مفاد کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ اس اسکیم سے تعاون عمل کریں۔

صارفین کو مشورے

جو لوگ برقی قوت خانگی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ اس ۲۰ فیصد کمی کو اس طرح حل میں لا سکتے ہیں کہ جو غیر ضروری مقاموں سے برقی گولے نکال دیں خالی کرے کی روشنی ہمیشہ بند رکھیں جلد سو جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو کم قوت کے گولے استعمال کریں اگر روشنی کے دوسرے ذرائع حاصل ہوں تو انہیں استعمال میں لائیں روشنی کے علاوہ دوسری خانگی ضروریات کے لئے برقی قوت کا استعمال اقل ترین مقدار تک گھٹا دیں اور اگر ہو سکے تو قطعاً بند کر دیں۔

جو لوگ برقی قوت صنعتی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ شافٹ یا مشین کو بے ضرورت نہ چلائیں اور اپنے کاروبار کے اوقات اس طرح مقرر کریں کہ دن کی روشنی سے کما حقہ فائدہ اٹھایا جائے۔ اور غیر ضروری روشنی کا جلانا بند کر دیں اور اگر ممکن ہو تو اپنے اوقات کار کم کر دیں۔

آخر میں یہ جتلا دینا ضروری ہے کہ کسی صارف کی طرف سے احکام تحدید کی خلاف ورزی کا عذر قابل پذیرائی نہ ہوگا۔ برقی قوت کے استعمال میں کمی پیدا کرنے کی ضرورت کو اور امور مندرجہ صدر کو اخبارات وغیرہ کے ذریعہ تشہیر دی جا رہی ہے اگر کسی صارف کو ختم ماہ سے قبل رائننگ نوٹس نہ ملے تو وہ فوراً اس امر کی اطلاع رائننگ افسر کو دے اس بنے کہ کارڈ نہ ملنے کا عذر قواعد سے بچنے کے لئے کافی نہ سمجھا جائے گا۔ محکمہ برقی ہر ممکن تدبیر استعمال کرے گا کہ جملہ صارفین کو ان کے رائننگ کارڈ بروقت پہنچا دیئے جائیں۔

مزید معلومات صدر دفتر برقی سیف آباد یا رائننگ افسر صاحب سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

برقی قوت کو کم استعمال کیجئے۔

اور

اپنے میٹر پر نظر رکھئے۔

احمد یہ پریس چار مینار میں طبع ہوکر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر فلک سے شائع ہوا۔